سمیرا حمید

"میں فون کر رہی تھی اور تمہارا فون آف تھا۔ کہاں تھے تم؟ کیوں کیا فون آف؟" اجالا نے بمشکل اس کے پانی پینے کا ہی انتظار کیا تھا۔ واصف کی آنکھیں سکڑیں جو اکثر ایسے وقت ہی سکڑ جایا کرتی تھیں۔

"بیٹری ختم ہو گئی تھی۔"

اجالا نے سامنے ٹیبل پر رکھے موبائل کو اس کے سامنے آن کیا۔ "بیٹری تو ہے دو پوائنٹس ہیں ابھی۔"

"پتا نہیں! ایسے ہی رکھے رکھے بند ہو گیا۔ میں سمجھا بیٹری ختم ہو گئی۔"

"آں۔۔۔ نیا موبائل ہے اور رکھے رکھے بند ہو گیا؟"

"مجھے کیا معلوم کیسے ہوا؟" وہ چڑ گیا۔

"جب معلوم ہو جائے تو مجھے بتا دینا۔ سالن بن چکا ہے۔ میں روٹی بنا کر کھانا لگا دوں گی۔"

"کیا مطلب۔۔۔؟" واصف نے بے چارگی سے اس کی طرف دیکھا۔ "کھانا لگا دو۔۔۔ مجھے بھوک لگی ہے۔"

"مجھے بھی بھوک لگی ہے۔ میں بھی تھک گئی ہوں کام سمیٹ کر مجھے بھی آرام کرنا ہے۔ تم اتنی دیر سے آئے ہو۔ تمہارا انتظار کرتے کرتے پریشان الگ ہو گئی تھی۔ اب تم سچ بتاؤ تو میں کھانا لگا دوں۔"

"یار! کہا تو ہے آف ہو گیا تھا۔۔۔ تم میری بات کا یقین کیوں نہیں کرتیں۔ ہر بار گھر آتے ہی سوال، سوال، تکرار۔"

"ہر بار۔۔۔" وہ حیرت سے چیخی۔

"ہاں! ہر بار۔۔۔ تم اتنے سوال کرتی ہو، ایک بات کو اتنا کھینچتی ہو اور پھر میرا یقین بھی نہیں کرتیں۔"

"تو مجھے یقین دلا دو نا۔۔۔ جو بھی تم نے بتایا اس پر نہیں آیا یقین، جب آ جائے گا تو کر لوں گی۔"

"کب آئے گا یقین۔۔۔؟"

"یقین ہمیشہ سچ پر آتا ہے۔"

"تو میں ڈراما کر رہا ہوں؟"

"معلوم نہیں، خود سے پوچھو اور مجھے بھی بتاؤ۔"

"کیا تم کبھی کسی بات کو بغیر بحث کیے جانے نہیں دے سکتیں، اسے ویسے ہی نہیں مان سکتیں جیسے میں بتاتا ہوں۔"

"شاید کبھی ایسا کر لوں، لیکن آج نہیں۔" وہ اسی انداز سے بولی جس انداز سے وہ منوالی تھی، مانتی نہیں تھی۔

"مجھے نہیں یاد کہ میرے موبائل کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ کھانا دو مجھے، ورنہ میں بھوکا سو جاؤں گا۔"

"ایک اور جھوٹ۔۔۔ میں جانتی ہوں کہ تمہیں سب یاد ہے۔"

"ہاں یاد ہے، سب یاد ہے۔ میں نے خود کیا تھا آف۔۔۔ پھر؟"

"پھر۔۔۔؟" وہ اسے گھورنے لگی۔ "پھر یہ کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟"

"بس کر دیا، میری مرضی، میرا دل کر رہا تھا۔"

"بہت اچھا کیا، تم نے یہ بھی نہیں سوچا کہ کوئی ایمرجنسی بھی ہو سکتی ہے۔ گھر میں تمہاری بیوی

تمہارے دو بچے رہتے ہیں۔ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ میں
مر سکتی ہوں' کھانا پکاتے ہوئے جل سکتی ہوں'
تمہارے کپڑے دھوتے ہوئے مجھے کرنٹ لگ سکتا
ہے اور کچھ نہیں تو میں مر بھی سکتی ہوں۔"
"دیکھا۔ اپنے مطلب کے رنگ میں نام کتنا اچھی

طرح سے جانتی ہو' صرف اتنا ہی کہا ہے کہ ہاں کیا تھا
تب۔ اور دیکھو میں کیا کیا کہہ رہی ہو۔ ایک تو پچ بولا
اور۔"
"تو یہ پچ پہلے کیوں نہیں بولا۔؟"
"اس سب ڈرامے سے بچنے کے لیے جو تم اب

کر رہی ہو۔"

"یہ ڈراما ہے۔" اُس کی آواز اونچی ہو گئی۔ "تمہیں حقیقت بتا رہی ہوں۔ تم سے گپیں لگانے کے لیے فون نہیں کیا تھا۔"

"تم روزانہ مجھے فون کرتی ہو تو کیا وہ ایمرجنسی ہونے پر کرتی ہو؟"

"روزانہ ایمرجنسی نہیں ہوتی۔ کبھی ہو تو سکتی ہے نا۔"

"کیا ایمرجنسی تھی آج؟" اس نے تحمل سے پوچھا جس پر وہ اور چڑ گئی۔

"تھی نہیں ہو سکتی تھی نا!" اسے اور غصہ آیا اس کے انداز پر۔

"تھی تو نہیں نا۔" وہ زیر لب مسکرانے لگا۔ "نہ تم گریں، نہ تم جلیں نہ ہی تمہیں کرنٹ لگا۔"

"اپنی غلطی مت ماننا۔ میرا مذاق بنالو پہلے تم۔"

"کون سی غلطی۔ کس کا خون کر دیا ہے میں نے۔" اسے غصہ آیا تو وہ جو کھڑی تھی عین اس کے سامنے آکر بیٹھ گئی اور منہ پھلائے اسے دیکھنے لگی۔ یہ اس بات کی نشانی تھی کہ اسے اس کی کسی بات پر یقین نہیں آیا اور وہ اس سے ناراض بھی ہے اور اب اسے اس کی طرف اسی ایک انداز میں تب تک دیکھتے رہنا تھا جب تک وہ اسے یقین نہیں دلا دے گا۔

"تم مجھ پر شک کر رہی ہو؟" وہ اس کے مسلسل اس طرح دیکھتے رہنے کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔

اجالا نے آنکھوں کے زاویے کو ایسے بدلا جیسے سنا ہی نہیں کہ اس نے کیا کہا ہے۔

"آفس میں ایک کلائنٹ کے ساتھ گرما گرمی ہو گئی پھر گاڑی راستے میں خراب ہو گئی۔ جیسے تیسے اسے ٹھیک کیا مجھے اندازہ تھا کہ تمہاری کال آئے گی۔ میں نے پہلے ہی فون آف کر دیا۔ میں اس وقت کسی سے بھی بات کرنا نہیں چاہتا تھا۔"

"مجھ سے بھی نہیں؟"

"نہیں!"

"تو تم نے جھوٹ کیوں بولا کہ فون خود بخود بند ہو گیا تھا۔"

اگر میں کہتا کہ میں نے خود کیا تھا تو اس سے زیادہ خطرناک صورت حال ہوتی۔ سوچا تھا ایک ہی بات کہہ کر بات ختم کر دوں گا لیکن میری غلط فہمی تھی تم تو اچھا خاصا شک کرتی ہو مجھ پر۔

"میں نے کب تم پر شک کیا؟"

"کب نہیں کیا؟ دن میں سو بار بیل کرتی ہو یہ دیکھنے کے لیے کہ میرا فون بزی تو نہیں۔" واصف نے خفا ہو کر منہ بنایا۔

"فون بزی ہے یا نہیں یہ نہیں چیک کرتی۔ تمہارا دل چیک کرتی ہوں۔" وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

"ابھی تک تمہیں میرے دل پر یقین نہیں آیا۔" وہ اور خفا ہو گیا اور وہ اسے خفا ہی چھوڑ کر کچن میں آگئی۔ کچھ ہی دیر میں واصف بھی وہیں تھا۔

"میں تمہارے لیے اتنی مشقت کرتا ہوں۔ میرا شکریہ ادا کیا کرو۔" اس کے عین پیچھے کرسی پر بیٹھے وہ اس کی کمر پہ پانی کے چھینٹے مارنے لگا۔ شادی کے بعد سے یہ اس کا پسندیدہ کام رہا تھا۔

"تم بھی میرا شکریہ ادا کرو میں تمہارے گھر اور تمہارے بچوں کے ہزار کام روزانہ کرتی ہوں اور مجھے تو اتوار کی چھٹی بھی نہیں ملتی۔" وہ بھی اسی کے انداز میں بولی۔

"لیکن میں تم سے محبت بھی کرتا ہوں۔"

"میں بھی تم سے محبت کرتی ہوں۔"

"لیکن تم شک بھی کرتی ہو مجھے جھوٹا فریبی کہتی ہو۔"

"میں کہتی بھی ہوں اور ثابت بھی کرتی ہوں کہ تم جھوٹے فریبی ہو۔ میرے پاس شک کرنے کی وجہ ہوتی ہے جبکہ تمہارے پاس نہیں ہوتی۔"

"وجہ... وجوہات ہیں اجالا! میکے کی تقریبات میں تم کیسے اپنے چھوٹے بڑے ہر سائز کے کزن کے ساتھ

ہنسی مذاق کرتی ہو۔ کیسے ان کی گرد نہیں دبوچتی ہو تمہارے ہی خاندان کے دور نزدیک کے رشتے دار تمہیں شک کی نظروں سے گھورتے ہیں میں تو پھر تمہارا شوہر ہوں۔"

"تم بھی گھور لیا کرو۔" روئی بنا کر وہ اس کے سامنے آکر بیٹھ گئی "کر لیا کرو سوال جواب۔"

"کر لیتا اگر وہ سب شکوک میری محبت سے قد میں بڑے ہوتے۔"

"تمہاری محبت کا قد بڑا نہیں ہے۔ میری اپنی ذات کا یقین تمہیں کوئی شک کرنے نہیں دیتا۔ تم جانتے ہو

کہ تمہاری بیوی خواب میں بھی تمہیں فریب نہیں دے سکتی۔ میری ذات کو لے کر تمہاری ذات میں کوئی الجھاؤ نہیں کیونکہ میں نے الجھاؤ بننے ہی نہیں دیا۔ اس الجھاؤ کو اپنے اندر سے کاٹ کر ہمیشہ کے لیے پھینک دیا ہے۔"

"تو تمہارے خیال میں میرے اندر الجھاؤ ہے جو تمہیں الجھا رہا ہے؟"

"کچھ تو ہے۔" اس نے ایسے کہا جیسے زیادہ بحث نہیں کرنا چاہتی۔

"یعنی سب تمہاری ہی خوبی ہے اور میری محبت کا تو کمال ہی نہیں۔ اتنی محبت کرتا ہوں۔"

اور وہ ایسے سر ہلانے لگی جیسے وہ اس کی باتوں پر ہلایا کرتی تھی تب سے جب وہ اسے یونیورسٹی میں کہا کرتا تھا کہ اسے اس کے علاوہ کچھ دکھائی نہیں دیتا اور وہ ہنسی روکے سر ہلایا کرتی تھی چہرے پر وہی تاثر ہوتا تھا جو ایک نادان کی بات سن کر کسی بزرگ کے چہرے پر آجاتا ہے۔ شروع میں واصف کے لیے یہ صرف اس کی ایک ادا تھی پھر جیسے گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ وہ سمجھ گیا۔ پہلے وہ اس سے لڑتا جھگڑتا تھا اسے قائل کرتا تھا، ناراض بھی ہو جاتا تھا پھر وہ اسے صرف دیکھ کر رہ جاتا۔

"نہ مانو ہم کیا جانو میرے دل کا عالم۔"

"بات یہی تو ہے کہ یہ دل تمہارا نہیں ہے۔"

"تو۔۔۔!"

"تو یہ کہ ہم اپنی چیزوں کو خوب اچھی طرح سے جانتے ہیں۔" اجالا نے ایک آنکھ دبا کر کہا۔

"دیکھا۔ دیکھا۔ پھر وہی بات! تمہیں مجھے چڑانے میں مزا آتا ہے نا۔"

"شاید! کیونکہ تمہیں چڑاتے ہوئے میں اپنے دل کے شکوک کا اظہار کر جاتی ہوں۔" اس نے مکمل سنجیدگی سے کہا۔

"کیسے شکوک۔ بولو جبکہ میں نے تم سے کیا اپنا ہر وعدہ پورا کیا ہے۔" واصف نے کھانا ختم کر کے اپنی اور اس کی پلیٹ اٹھائی اور انہیں دھونے لگا۔

"گھر کے کاموں میں تمہاری مدد کرتا ہوں آفس سے سیدھا گھر آتا ہوں۔ تمہارا اتنا خیال رکھتا ہوں، تمہاری الٹی سیدھی باتوں کا جواب دیتا بھی ہوں اور انہیں برداشت بھی کرتا ہوں۔"

"لیکن ایک وعدہ رہتا ہے۔" کچن کی سلیب صاف کرتے اس کے ہاتھ رکنے لگے "صرف میرے ہی رہنے کا۔"

وہ کھل کھلا کر ہنسا اور اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

"تمہیں یقین کیوں نہیں آتا۔"

"مجھے خود نہیں معلوم کہ مجھے یقین کیوں نہیں ہے۔"

"گزرے وقت کا حساب کتاب کر کے مجھ پر یقین کرلو۔"

"لیکن میں تو آنے والے وقت کا حساب کتاب کرتی ہوں۔" اور وہ پھر کھل کھلا کر ہنسا۔

ان کی ایسی تکراریں ہزاروں بار ہوتی تھیں۔ ان کی پہلی ملاقات سے، محبت کے پہلی بار اظہار سے، اس کے ساتھ زندگی شروع کرنے کے پہلے دن سے۔

"اجالا پاگل ہے۔" اکثر تکرار کے اختتام پر وہ اس

کے کان کے پاس آکر چلا کر کہتا۔

"واصف پاگل تھا۔" وہ بھی اسی انداز میں کہتی۔

"میری آنکھوں میں دیکھو! کیا یہ کسی پاگل کی آنکھیں ہیں؟ کیا پاگل ایسے ہوتے ہیں؟ یہ تو رانجھے کی سی آنکھیں ہیں۔"

"رانجھا بھی محبت سے سیر نہیں ہوا تھا۔ ان آنکھوں میں اور... اور ہوا ہو گا کیا پتا۔"

"رانجھے پر بھی شک! پھر بھی اس کی زندگی میں صرف ہیر ہی تھی کیونکہ شاید اسے اور... اور محبت ہیر سے ہی چاہیے تھی۔"

"مطلب؟"

"چھوڑو مطلب۔" اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے گول گول گھمانے لگا ساتھ وہ گنگنا بھی رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

ایک روز وہ رات گئے اپنے کسی کزن کے ساتھ گھر واپس آیا۔ اس کے بار بار فون پر وہ صرف اتنا ہی کہتا رہا کہ وہ بس گھر آ ہی رہا ہے اور وہ "بس" پانچ گھنٹے بعد ہی آیا۔ دو تین بار اس کے مزید فون کرنے پر وہ جیسے غصے میں آ گیا۔

"آ رہا ہوں نا یار! کہا تو ہے۔" اس کے انداز نے اجالا کا خون جلا دیا۔

"پانچ گھنٹوں میں تمہیں پانچ منٹ نہیں ملے کہ تم اطمینان سے مجھے فون کر کے بتا دو کہ تم کہاں ہو۔ کیا کر رہے ہو۔ کب تک آجاؤ گے۔" اس کا کزن فیصل جا چکا تھا اور اب وہ عین اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

"اگر میں فون نہیں بھی کرتی تو تمہیں چاہیے کہ تم کرو اور مجھے بتاؤ۔ ایک لاکھ دفعہ میں نے فون چیک کیا' ہاتھ میں فون لیے لیے میرا جسم شل ہو گیا اور تم اپنے کزن کو شاپنگ کرواتے رہے۔" "ہم گاڑی میں بیٹھ کر کسی دکان کے کونے میں کھڑے ہو کر مجھے اطمینان سے ساری بات نہیں بتا سکتے تھے... بیوی پرانی ہو گئی ہے' اس نے کھانا کھایا ہے کہ نہیں' وہ سو سکے گی یا نہیں' تمہیں پروا نہیں۔"

"فیصل کے پاس وقت کم تھا' اسے واپس دوسرے شہر جانا تھا۔ یقین کرو' اتنی بری طرح سے ہم الجھ گئے خریداری میں کہ اس سب کا خیال ہی نہیں رہا۔"

"مجھے یہ مت بتاؤ کہ تم کتنے مصروف تھے۔ مجھے یہ بتاؤ کہ اس مصروفیت میں سے کچھ وقت نکالنا کیا مشکل تھا؟"

"ہاں' مشکل تھا۔" اس نے صاف کہا۔ اس بات سے اجالا کا غصہ اور بڑھ گیا۔ "بیوی سے بات کے لیے وقت نہیں ہے... واہ۔" وہ سوں سوں کر کے رونے لگی۔

"یہی تو بات ہے یار! تمہیں ایک بات یونہی کہہ دو تم اسے سچ جان لیتی ہو۔" اس کے روتے ہی اس نے بچوں کی طرح اس کے گرد اپنے بازو حمائل کیے۔ "اکثر باتوں کے وہ مطلب نہیں ہوتے جو نکالے جاتے ہیں۔"

"میں وہی مطلب نکالتی ہوں' جو تمہاری باتوں میں ہوتا ہے۔ رات کے ایک بجے تم گھر واپس آ رہے ہو اور تم چاہتے ہو کہ میں تم سے کچھ پوچھوں بھی نہیں۔" خود کو اس کے حلقے سے آزاد کروا کر وہ بیڈ روم کی طرف جانے لگی۔

"میں شرمندہ ہوں۔" وہ تیزی سے اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"مجھے پروا نہیں۔"

"تم ناراض ہو؟" اس نے انگلی سے اس کی گیلی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا۔

"تمہیں پروا کرنے کی ضرورت نہیں۔"

رات گئے تک وہ اسے مناتا رہا۔ وہ اسے منا منا کر تھکتا نہیں تھا۔ یونیورسٹی سے ہی یہ اس کا پسندیدہ کام رہا تھا۔ وہ دن میں کئی کئی بار ناراض ہوتی' بات کتنی ہی معمولی ہوتی' ناحق وہ اپنی مرضی سے ہی تھی۔

"تم تھکتی نہیں ہو ناراض ہو ہو کر؟" وہ اکثر اس کے ناراض ہونے پر بار بار پوچھتا۔

"تم نہیں تھکتے مجھے منا منا کر؟"

"نہیں! مجھے اچھا لگتا ہے تمہارا ناراض ہونا' بات بات پر لڑنا' ہزاروں بار ہزاروں سوال کرنا' ہر بار ایک نیا انداز' ایک نیا کھیل۔"

"میں کھیل ہوں؟"

"کھیل سے کم بھی نہیں ہو۔ تمہیں یہ سوچ کر اطمینان نہیں ہوتا کہ ہر بار تمہارے نئے انداز کے ساتھ میری محبت کا انداز بھی نیا ہوتا ہے۔"

"کیا۔ لیکن مجھے تو لفظ "نئے" نے سوچ میں ڈال دیا ہے۔ تم اتنے متلاشی ہو' نئے پن کے؟"

"لو۔۔۔ یعنی تم اپنی بات کو پھر سے اپنی مرضی کا رنگ دینے جارہی ہو؟"

"میرا خیال ہے۔ میں تمہاری بات کی گہرائی میں جارہی ہوں۔"

"میری بات میں کوئی گہرائی نہیں' یہ صرف ایک بات ہے۔"

"اس کا مطلب کہ تمہاری باقی باتیں بھی صرف باتیں ہی ہیں۔ صرف باتیں۔ ہیں نا؟"

"میرے پاس اتنا دماغ نہیں کہ یہ سب سوچوں لیکن تمہارا دماغ بہت گہرا ہے۔"

"شاید واقعات دماغ کو گہرا بنا دیتے ہیں۔" وہ ٹھوڑی پر ہاتھ رکھ کر اپنے مخصوص انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگی۔ دونوں بچے سوچکے تھے اور وہ دونوں لان کی طرف بنی سیڑھیوں پر بیٹھے تھے۔

"کیا؟" واصف کی شکل سوالیہ بن گئی وہ جانتا تھا اس کا اس طرح سے دیکھنا۔

"تم بتاؤ کیا۔؟" اجالا نے دیکھتے رہنے کا کام جاری رکھا۔ "کچھ تو ہو گا بتانے لائق۔"

"میں نے کیا کہا اب؟" وہ حیران ہوا۔

تم نے ان میں کسی کو میسج کیا' پھر سینٹ آئٹم اور ان بکس میں سے میسجز ڈیلیٹ کر دیے۔ باقی میسجز رہنے دیے۔ تم نے وہی میسج کیوں ڈیلیٹ کیا؟

"کون سا میسج مجھے نہیں یاد۔"

"تو اداکاری مت کرو پلیز۔"

"یار! کر دیا ہو گا ڈیلیٹ۔ اس میں ایسی کون سی بڑی بات ہے۔"

"یہی میں سوچ رہی تھی کہ آخر میسج میں ایسا کیا تھا کہ اسے ہی خاص طور پر ڈیلیٹ کیا گیا تاکہ میں نہ پڑھ سکوں' دراصل تم نے میسج تو ڈیلیٹ کر دیا مگر ڈیلیوری رپورٹ ڈیلیٹ نہیں کی۔"

واصف ایسے چونکا جیسے پکڑا گیا ہو۔ اُجالا کا منہ اتر گیا۔ اسے توقع تھی کہ واصف سچ بولے گا اور ان کی ایک ہزار ایک لڑائیاں صرف ایسی ایک بات پر ہوتی تھیں کہ وہ اسے پہلی بار پوچھنے پر ہی حقیقت کیوں نہیں بتاتا۔

"یار! صائمہ کو کیا تھا۔" واصف اس کا لٹکا ہوا منہ دیکھ کر ڈر گیا۔ اس کا "ہیلو" میسج آیا تھا' میں نے بھی حال چال پوچھ لیا اس کا' پھر میسجز ڈیلیٹ کر دیے سوچا تم موبائل دیکھو گی تو پھر پوچھو گی اور صائمہ ویسے ہی تمہیں بہت زہر لگتی ہے۔"

"یہی تو بات ہے کہ تم اس وقت تک حقیقت نہیں بتاتے' جب تک میں ثبوت پیش نہ کروں پھر تم ساری کہانی سناتے ہو۔"

"یہ غلط بات ہے۔ ہر بار تو تم ثبوت پیش نہیں کرتیں' میں خود ہی مان جاتا ہوں۔"

"تم مانتے نہیں ہو' میں منواتی ہوں۔"

"رات کے گیارہ بجنے والے ہیں۔ تمہارا پھر سے ناراض ہونے کا ارادہ ہے۔"

"پھر سے۔" اس نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔

"نہیں میرا مطلب ابھی اسی وقت سونے کا ارادہ ہے؟"

"تم کبھی مجھے نہیں سمجھو گے۔" اجالا کا منہ پھول گیا۔

وہ بالکل ایک چھوٹی سی بچی کی طرح بن جاتی تھی ایسی بچی جس کا سرپرست ہر حال میں اس کے لاڈ

السلام علیکم

ہمیں اپنے بلاگز (ویب سائیٹ) FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK

PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER

کے لئے ناول رائیٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور پیج پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

اٹھاتا ہے۔ وہ عورت تھی اور اسے لاڈ اٹھوانا بے حد پسند تھا۔ جب ہر بار اسے منایا جاتا تو اس کا رتبہ اور بلند ہو جاتا۔

واصف چڑتا تو وہ بھی چڑ جاتی۔ یہ نہیں کہ یہ صرف واصف کا ہی حق ہے۔

واصف غصہ کرتا تو وہ بھی کر لیتی۔

دونوں لڑنے پہ آتے تو جی جان لگا کر لڑتے تھے۔

"یعنی تم دونوں کا ابھی بھی یونیورسٹی والا ہی حال ہے۔"

سویرا نے گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے کہا۔ پہلے تو وہ ہنسا کرتی تھی' اجالا کے لیے جوڑے قصوں پر۔ وہ دونوں ہم نام تھیں' ہم خیال تھیں اور ایک دوسرے کی بہترین دوست تھیں۔

"کامران تو مجھ پر چیزیں اٹھا اٹھا کر پھینکتا ہے۔" اس نے اداسی سے کہا۔

"کیوں۔ کیوں کرتا ہے ایسے؟"

"پتا نہیں۔ خیال بھی بہت رکھتا ہے' بس اپنے آگے بولنے نہیں دیتا۔ کہتا ہے گھر میں راج کرو' بس سوال جواب نہ کرو۔ کہاں جا رہا ہے۔ کب آ رہا ہے کیا کر رہا ہے۔ غلطی سے پوچھ بھی لوں تو میری شامت آ جاتی ہے۔ ایسے دھاڑتا ہے کہ دل دہل جاتا ہے۔"

"تمہیں اس پر شک ہے۔ کیا کوئی اور۔؟"

"بات کسی اور کے ہونے کی نہیں ہے اجالا! بات صرف اتنی سی ہے کہ ہماری زندگی میں "محبت" صرف اچھا اور صرف میرے انحصار بنے پر رہے گی۔ میری فرماں برداری میری محبت ہے بس' شادی سے پہلے تک ہر اچھی بری بات کے ہم دونوں میں۔ شادی کے بعد اسے میری طرف سے کوئی ایسی بات نہیں چاہیے۔ اسے سب کچھ اپنی پسند کا چاہیے۔ مجھے گھر میں سب کچھ ملتا ہے' صرف اسی تک جانے کا راستہ نہیں ملتا۔

کبھی میرا دل چاہتا ہے اس سے بات کرنے کو لیکن میں اسے بلا ضرورت فون نہیں کر سکتی۔ کبھی میرا دل چاہتا ہے کہ میں بار بار فون کر کے اسے گھر آنے کے لیے کہوں کیونکہ میرا دل چاہ رہا ہوتا ہے کہ ہم مل کر لنچ کریں۔"

"اور تم ایسا نہیں کر سکتیں؟" اجالا نے حیرت لیے پوچھا۔

"ہاں۔ نہیں کر سکتی۔"

"کیوں۔؟"

"کیونکہ اماں نے ایک بار کہا تھا کہ ایک عورت میں اتنی غیرت تو ہونی چاہیے کہ وہ برداشت کرے اور گالی نہ کھائے اور اگر گالی سنے تو برداشت نہ کرے اور میں نے برداشت کر لیا ہے کیونکہ میں گالی نہیں سن سکتی اور برداشت اس لیے کر لیا کیونکہ میں اس کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔"

سویرا انگلی سے آنکھیں صاف کرنے لگی۔

"وہ تو تم سے محبت کرتا تھا نا! کہاں گئی وہ محبت؟"

سویرا نے اسے ایسے دیکھا جیسے کسی نادان بچے کو دیکھا جاتا ہے۔

"محبت۔ محبت کے نام پر وہ جو کھیل کھیلتا تھا وہ ختم اب ہم میاں بیوی ہیں۔"

"میاں بیوی۔ تو کیا میاں بیوی میں محبت نہیں ہوتی' کہاں چلی گئی تم دونوں کی محبت؟"

"شاید کہیں چلی گئی ہے اجالا! محبت یکطرفہ ہو تو وہ نہ ہونے کے برابر ہی ہوتی ہے اور بیوی کی محبت تو سرے سے ہوتی ہی نہیں۔" وہ تلخی سے ہنسی۔

رات گئے تک سویرا کے الفاظ اجالا کے ذہن میں گھومتے رہے۔

☼ ☼ ☼

"عورت میں تمہاری پسندیدہ خوبی کون سی ہے؟" واصف فٹ بال میچ دیکھ رہا تھا اور وہ بور ہو رہی تھی۔ اس نے جھٹ سے ٹی وی آف کر کے سامنے بیٹھ کر پوچھا۔

"یہی کہ وہ دوبارہ ٹی وی آن کر دے جلدی سے۔"

"تم اپنی بیوی سے باتیں کرو۔ دیکھو ٹی وی میں کیا رکھا ہے۔" "ہمم"، کا انداز شرارت لیے ہوا تھا۔ وہ

اکثر وہ اسے ایسے ہی سوال پوچھ کر الجھایا کرتی تھی۔
"کیا عورت میں خوبی ہوتی ہے؟"
"تو کیا نہیں ہوتی؟"
"میرا خیال ہے عورت کا عورت ہونا ہی خوبی ہے بس۔"
"کیا مطلب؟" وہ خفا ہو کر بولی۔ "تمہارا مطلب ہے کہ مجھ میں کوئی خوبی نہیں۔ ویسے دم بھرتے رہتے ہو میرا کہ میں یہ ہوں میں وہ ہوں۔"
"ہاں کہتا ہوں اپنی بیوی سے کہتا ہوں اور بس۔"
"بس؟"
"بس یہ کہ تم مجھے بھا گئی ہو۔"
"اوہ۔ یعنی کہ میں تمہیں بھا گئی ہوں۔" وہ چڑ گئی۔
"بالکل! اس لیے تمہاری خامیاں بھی میرے لیے خوبیاں ہی ہیں۔ عورت میں بس یہی خوبی ہونی چاہیے اسے "بھا" جانا آنا چاہیے۔"
"بالکل صحیح فرمایا آپ نے۔ باقی بچے کھانا پکانا سینا پرونا گھر کے ہزار کام جائیں بھاڑ میں کیونکہ یہ سب تو کسی گنتی میں ہی نہیں بس وہ اٹھلاتی پھرے شوہر کے آگے پیچھے۔"
اور وہ ہنسنے لگا دیکھا۔ دیکھا! اتنا چڑتی ہو تم پھر بھی کہتی ہو کہ سچ نہیں بولتا۔"
"یعنی میں تمہیں بھا گئی ہوں اس لیے ہمارا یہ رشتہ قائم ہے میری خامیاں خامیاں نہیں۔ خوبیاں خوبیاں نہیں۔"
"اتنی گہرائی میں تم جاتی ہو میں نہیں جا سکتا۔" واصف نے معصوم شکل بنا کر کہا۔
"میں اتنا جانتا ہوں کہ جن سے محبت کی جاتی ہے وہ "دیوتا" بن جاتے ہیں پھر تم جانتی ہی ہو کہ دیوتاؤں کی صرف پوجا ہی کی جاتی ہے۔" اس کے ہاتھ سے ریموٹ لے کر اس نے ٹی وی آن کیا۔

☼ ☼ ☼

"واصف سے پوچھنا تھا کہ اس دیوتا کی پوجا کب تک کی جائے گی۔"


برطانیہ میں مقیم سات شعری مجموعوں کے خالق گیتوں کے خوش نوا شاعر

سوہن راہی

سوہن راہی گیت نگاری میں ایک بڑا اہم نام ہیں، انہوں نے گیت کے کینوس کو بڑی وسعت اور کشادگی عطا کی ہے، انہوں نے سُر سنگیت کے سوتوں سے گیت کی نئی دنیا کی تخلیق کی ہیں۔
افتخار عارف

گیتوں کی قدیمی روایت میں پیش نظر گیتوں کے دل کی دھڑکن اور معاشرتی شعور کا نرم و نازک اسلوب سوہن راہی کا افسانہ معلوم ہوتا ہے۔
ڈاکٹر فاخر حسین

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37 اردو بازار، کراچی۔ فون: 32216361

Idara-e-Adab London
63 - Hamilton Avenue Surbiton,
Surry, KT67PW. U.K.
Phone: 0044-0208-397-0974

سویرا سنجیدہ ہو گئی جیسے کہ اب وہ اکثر سنجیدہ ہی رہتی تھی۔

"پتا نہیں کیوں اجالا! مجھے لگتا ہے واصف نے ٹھیک ہی کہا ہے' دیکھو ناں وہی عورتیں جو خرانٹ ہوتی ہیں' چالباز' دو نمبر لالچی' بدنیت ہوتی ہیں۔ انہیں بھی تو یہ مرد ہی بساتے ہیں ناں کیونکہ وہ ان کے دلوں کو رام کر لیتی ہیں۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟" اجالا نے پوچھا بھی اور سوچا بھی۔

"بس ایسی ہی کوئی بات ہے۔"

سویرا کو اللہ حافظ کہہ کر وہ واصف کو فون کرنے لگی۔ بیل جا رہی تھی لیکن وہ فون نہیں اٹھا رہا تھا' آج کل وہ پہلے سے کہیں زیادہ مصروف رہنے لگا تھا۔ آفس میں بہت سے نئے لوگوں کو تقرر کیا گیا تھا اور وہ پرانے ورکرز کی ماتحتی میں کام کر رہے تھے۔ کسی نئی پراڈکٹ کی لاؤنچنگ کی وجہ سے سارے اسٹاف کو رات گئے تک کام کرنا پڑ رہا تھا۔

شروع میں اجالا نے کافی شکوہ کیا۔ اس کی بدلی ہوئی روٹین کا۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد لان میں بیٹھ کر وہ ایک ڈیڑھ گھنٹہ باتیں کرتے تھے' اب وہ آتا ہی اتنا لیٹ تھا کہ کھانا کھا کر سو جاتا تھا پھر جیسے اس نے سمجھوتا کر لیا۔ اب وہ شکایت بھی نہیں کرتا تھا اجالا سے اور نہ ہی اس کے چہرے پر وہ تھکن نظر آتی تھی' جو شروع شروع میں ہوا کرتی تھی۔

"کب تک تمہاری یہ روٹین رہے گی؟" اس نے اس کے سامنے کھانے کی ٹرے رکھی۔

نوالہ چباتے رہنے کے بہت دیر بعد اس نے کہا۔ "کچھ کہہ نہیں سکتا۔" جواب دینے میں اتنا وقفہ اجالا کو بہت کھلا۔

"پھر بھی کچھ پتا تو ہو گا۔" اجالا نے خفگی سے کہا۔

واصف نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور کھانا کھانے لگا اور کھانا ہی کھاتا رہا۔ اجالا نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر کوئی ایسا تاثر تو تھا کہ اجالا نے اگلا سوال نہیں پوچھا۔

"تمہیں لگتا ہے کہ واصف کہیں اور وقت گزار رہا ہے؟" وہ سویرا سے فون پر بات کر رہی تھی۔

"ہونا تو وہ آفس میں ہی ہے۔ آفس سے معلوم کیا ہے میں نے۔ کام بھی نئی پراڈکٹ پر ہی کر رہے ہیں۔ رات گئے تک زیادہ تر اسٹاف وہاں موجود ہوتا ہے۔"

"تو پھر۔؟" سویرا نے پوچھا۔

"تو پھر۔" اجالا نے خود سے ہی کہا۔ "سب کچھ ویسا ہی ہے اور شاید کچھ بھی ویسا نہیں۔ کچھ دن پہلے میرے پاس اس کا موبائل تھا۔ اس نے کال کرنے کے لیے میرے ہاتھ سے لیا۔ واصف کا کہنا ہے کہ اس نے صرف لیا تھا اور مجھے جانے کیوں یقین ہے کہ اس نے چھینا تھا۔"

"تمہارا وہم ہے۔ تم جانتی ہو کہ واصف کتنا اچھا ہے۔"

"ہاں! اچھا تو ہے۔" وہ خود الجھ گئی۔

واصف نے اسے گول گول گھمانا بھی چھوڑ دیا تھا اور پانی کے چھینٹے مارنا بھی۔ وہ اسے بار بار فون کرتی اور وہ اسے آرام سے بتا دیتا کہ کب تک وہ گھر آ جائے گا اور وہ اس وقت گھر آ بھی جاتا تھا۔

لیکن ایک رات تو اجالا کے لیے حد ہی ہو گئی' جب وہ رات کے دو بجے گھر آیا۔ تین گھنٹے سے وہ اسے مسلسل فون کر رہی تھی اور اس کا فون آف تھا۔

"کہاں تھے تم؟" لاؤنج میں اس کے داخل ہوتے ہی وہ پھٹ پڑنے کے لیے تیار تھی۔

"میں تھکا ہوا ہوں' سونے جا رہا ہوں۔ تم اپنی پڑتال صبح کر لینا۔" اس نے اس کے بولنے سے پہلے ہی سختی سے کہا۔

"میں بھی تھکی ہوئی ہوں۔ مجھے بھی سونا ہے' تمہارا فون آف تھا' بارہ بجے آفس بھی بند ہو چکا تھا۔ تم کہاں تھے دو گھنٹے؟" وہ جیسے اسے سنے بغیر کہیں اور ہی گم تھا۔

"تم سے بات کیے بغیر میں نہ خود سوؤں گی نہ ہی تمہیں سونے دوں گی۔ تم کر کیا رہے ہو آج کل آفس میں' تمہارا آفس بند ہو چکا تھا' واپس تم اب آ رہے؟"

ہو۔ کہاں تھے تم، کہاں رہتے ہو تم؟" وہ غصے میں تیز تیز بول رہی تھی۔ "اور یہ فون دو مجھے اپنا۔ میں دیکھوں کہ یہ آف کیسے ہو گیا؟" وہ فون پکڑنے اس کے ہاتھ کی طرف آئی۔

"بکواس بند کرو اپنی۔" واصف نے اس کا ہاتھ بری طرح جھٹکا۔

"اور بند ہی رکھو۔" واصف نے دوسری بار بھی اسی سختی سے کہا۔ جیسے اسے للکارا۔ جیسے کھینچ کر اسے تھپڑ مارا۔

"بکواس۔" اجالا بھی اسی کی طرح دھاڑی۔

"ہاں۔ جو میں اب اور نہیں سنوں گا۔"

اجالا نے اس کی آنکھوں میں در آئی سختی کو دیکھا۔ اجنبیت کو دیکھا اور اس کی آنکھوں میں موجود کچھ نئے رنگوں کو پہچانا۔ اس کا وہ کٹکا جو اس کے اپنے اندر واصف کو لے کر رہتا تھا اسے اس کی آنکھوں میں نظر آنے لگا۔

"میرے سامنے ایک لفظ منہ سے نہ نکالنا۔" واصف نے انگلی سے اس کی طرف اشارہ کیا۔

اس کا انداز صاف صاف بتا رہا تھا کہ وہ اب اس کا ایک لفظ، ایک سوال برداشت نہیں کرے گا۔ کوئی تکرار۔ کوئی جواز۔ وہ اب نہیں سنے گا۔

اسے اٹھا کر باہر پھینک دے گا۔ اب برداشت نہیں کرے گا۔

"واصف!" اجالا کی آنکھیں گیلی ہو گئیں اور یکایک اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر ہو گیا۔ لیکن واصف نے جیسے اس کی آواز دیکھی نہ ہی اس کے آنسو دیکھے۔ وہ بیڈ روم میں جا کر سونے کی تیاری کرنے لگا۔

بے آواز روتے ہوئے اجالا کو گمان سا ہوا کہ واصف سیٹی بجا رہا ہے۔

☼ ☼ ☼

"اجالا! تم تو اتنی نڈر ہو۔ تم تو کبھی چوکی ہی نہیں۔ پھر اس رات تم نے واصف کو بنا کچھ بتائے سونے کیسے دیا۔" سویرا نے بمشکل اسے چپ کروایا تھا۔

"مجھے اسی رات۔ اسی وقت یہ معلوم ہوا سویرا کہ میں واصف کے بل بوتے پر ہی نڈر تھی۔ ورنہ۔ ورنہ میں تو اس رات اس کی چنگھاڑتی آواز سن کر ہی سمجھ گئی تھی کہ میں کتنی ڈرپوک ہوں۔

ہمت کر کے میں اس کے آفس گئی رات گئے۔ آفس تقریباً" خالی ہو چکا تھا۔ اس سے پہلے میں واصف کو کال کرتی رہی تھی لیکن واصف نے میری کال ریسیو ہی نہیں کی۔"

"پھر؟"

"واصف کے کیبن میں۔ میں نے دونوں کو باتیں کرتے دیکھا۔ دونوں کے ہاتھوں میں کافی کے مگ تھے۔ واصف کے قریب ہی موبائل رکھا تھا۔

واصف نے مجھے دیکھ بھی لیا تھا لیکن واصف کو جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑا۔ اس کی آنکھوں میں دیدہ دلیری تھی۔

ایک نظر میں۔ میں یہ سب کچھ دیکھ کر واپس پلٹ آئی۔"

"کون تھی وہ؟"

"اس سے فرق نہیں پڑتا کہ وہ کون تھی۔" اجالا نے اپنے گیلے گال رگڑے۔ "سات آٹھ ماہ میں ہی اتنا کچھ بدل گیا۔"

"تمہیں وہیں واصف سے بات کرنی چاہیے تھی۔"

"کیسے کرتی۔ مجھے واصف سے ڈر لگ رہا تھا۔"

"ڈر۔" سویرا حیران ہوئی۔

"ہاں۔" اس کے آنسو روانی سے گرنے لگے۔

"کیوں۔"

"کیونکہ اب وہ واصف نہیں، صرف میرا شوہر ہے۔ محبت محبت کا جو کھیل وہ کھیل رہا تھا اب شاید وہ ختم۔"

اجالا نے اسی کے الفاظ میں اسے سمجھا دیا۔

☼